THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN,

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بازو قرار دیا

الحکم

دور جدید

بیاد بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✤ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ...
روساء و امراء سے ...

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۷ | ۶ر رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۴ء یوم جمعۃ المبارک | نمبر ۴۵

دار الامان ہفتہ

حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۸ر دسمبر کو رات کے ۷ بجے قادیان اسٹیشن پر لاہور مراجعت فرما ہوئے۔ عام صحت اچھی ہے۔ مگر گھٹنے کے درد کی شکایت ابھی تک چلی جاتی ہے۔

دیگر خاندان نبوت میں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔

تبلیغی جلسہ

موضع کھٹیکری والا جو قادیان کے متصل ایک گاؤں ہے ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا۔ بہت سے احباب قادیان سے اس جلسہ کی شمولیت کے لئے گئے۔

وفات

شیخ الطاف حسین صاحب کلرک بورڈنگ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اہلیہ صاحبہ ۷ر دسمبر کو فوت ہو گئیں ۸ر دسمبر کو شیخ صاحب کے والد صاحب کے آنے پر بعد نماز جمعہ دفن ہوئیں۔ ہمکو شیخ صاحب سے اس صدمہ میں بڑی ہمدردی ہے۔

۸ر دسمبر ایک بوچھ کا مہمان بھی نمونیہ سے فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس غربت پر نظر فرما کر مغفرت فرمائے (آمین)

سالانہ جلسہ کا کام

سالانہ جلسہ کے کام کے لئے قادیان میں ایک عام حرکت نظر آتی ہے۔ بہت سے نوجوان آنریری طور پر کام کر رہے ہیں

آج ۱۳ر دسمبر کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء اور اساتذہ نے اسٹیج کے متعلق جو لکڑی کا سامان تھا جلسہ گاہ میں پہنچایا جماعت کے لوگوں میں خود کام کرنے کی عام تحریک پیدا ہو گئی ہے۔

حضرت کے مطالبات پر قوم کی توجہ

قادیان کے ہر محلہ میں ایسی فہرستیں بن رہی ہیں جن کی رو سے محلہ دار ہر شخص کا اشتراک اور مقدار اشتراک دیکھا جا سکے گا ہر شخص خوشی سے ان مطالبات کو قبول کر رہا ہے۔

محلہ دار البرکات نے حضرت کی آواز پر ۲۸۶ روپے نقد اور وعدوں کی شکل میں جمع کر کے حضرت کے حضور پیش کئے۔ نیز ۷۰ روپے تحریکات خاص کے لئے جمع کر کے پیش کئے۔ قادیان کے محلہ جات میں سابق فی الخیرات کی روح پیدا ہو رہی ہے

رمضان شریف کی برکات

رمضان شریف کی برکات سے آجکل قادیان میں ہر چھوٹا بڑا متمتع ہو رہا ہے تمام مساجد میں تراویح کی نماز ہو رہی ہے۔ نماز ظہر ایک بجے ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد درس قرآن شریف شروع ہو جاتا ہے جو شام تک رہتا ہے۔ ہر شخص عبادت اور ریاضت میں منہمک ہے۔

تبلیغی جوش

اکثر احباب میں تبلیغی جوش نظر آتا ہے اور بعض احباب ارد گرد کے علاقے میں تبلیغ کرنے کے لئے جا رہے ہیں

میرزا عبد الغنی صاحب

میرزا عبد الغنی صاحب پنشنر افریقہ نے اپنی خدمات دو سال کے لئے حضور پیش فرمائیں۔ حضور نے ان کو پرسنل اسسٹنٹ ناظر بیت المال مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقدمہ

سید عطاء اللہ ان تقاریر کی وجہ سے جو انھوں نے قادیان میں کی تھیں زیر دفعہ ۱۵۳-الف گرفتار کر لئے گئے تھے۔ ۱۲ر دسمبر کو ان کا مقدمہ دیوان سکھ آنند صاحب سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا

مسٹر کے ایل رگا با۔ مولوی مظہر علی۔ مسٹر شریف حسین ایڈووکیٹ پیروکار تھے۔

سید عطاء اللہ شاہ نے ضمانت کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ اور ان کو رہا کر دیا گیا۔

آئندہ پیشی ۱۵ر دسمبر کو ہو گی

قادیان میں بھی بعض سمن تقسیم کئے گئے۔ خاکسار محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم بھی بطور گواہ کے پیش ہو گا۔

(مفصل پھر)

مسجد نور میں جلسہ

۸ر دسمبر بعد نماز مغرب مسجد نور میں ایک جلسہ ہوا۔ کثرت سے احباب نے چندہ کے لئے نام لکھائے اور بہت سے لوگوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ فہرست تیار ہو رہی ہے انشاء اللہ اگلی اشاعت میں شائع ہو سکے گی۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

عرفانی الکبیر و احباب انصار الحکم

— (۱) —

الحکم کے قارئین کرام کو علم ہے کہ میں باوجودیکہ بیمار اور بہت کمزور تھا۔ اور طبی مشورہ مجھے کسی لمبے سفر کی اجازت نہ دیتا تھا۔ لیکن بمبئی کے اس مقدمہ کی پیروی و جوابدہی کے لئے۔ سالار الکے خلاف از الۂ حیثیت عرفی کا حیدرآباد کے ایک شخص نے دائر کر رکھا تھا مجبوراً ۳ر ستمبر کو بمبئی پہنچا۔ ۵ ستمبر تاریخ سماعت مقرر تھی۔ لیکن ان ہی ایام میں بمبئی کے بعض مزدور لیڈروں کا ایک معرکۃ الآرا مقدمہ چل رہا تھا۔ اسلئے عدالت نے ۵ ستمبر کی تاریخ ۲۳ر نومبر ۱۹۳۴ء پر تبدیل کر دی اور ۲۳ر نومبر کو مسٹر دستور چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے اجلاس پر مقدمہ پیش ہوا۔ مستغیث حاضر نہ تھا۔ اسلیے مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بری ہو گیا۔

والحمد للہ علیٰ ذالک

مقدمہ کے متعلق ابھی میں کچھ لکھنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ جن احباب نے اس اطلاع پر خطوط اور بعض نے برقی پیام کے ذریعہ مبارکباد دی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں اور جزاک اللہ احسن الجزا کہتا ہوں میرے سید و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اپنے اس ضعیف اور مریض خادم کا اسقدر خیال رہا کہ میری صحت کے متعلق استفسار فرماتے رہے۔ اور اپنے بے پایاں کرم کے سلسلے کو جاری رکھا۔ میں ہر قسم کے تکلف و تصنع کے بغیر اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی توجہ اور کرم ہی میری کلفتوں میں کیف نشاط پیدا کرتا ہے اور میں تو ایک زمانہ دراز سے آپ ہی کی دعاؤں کے کرشمے اور اعجاز اپنی ذات سے وابستہ پاتا ہوں۔ بہرحال سردست اللہ تعالیٰ نے مجھے اس فکر سے نجات دی والحمد للہ علیٰ ذالک

— (۲) —

اس عرصہ میں الحکم کی طرف میں پوری کیا ادھوری توجہ بھی نہیں کر سکا۔ مگر میری اس خوشی میں الحکم کے محترم قارئین کرام ہی نہیں۔ بلکہ ساری احمدی جماعت شریک ہوگی کہ عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی (مجاہد مصر) نے الحکم کی ادارت و انتظام کے فرائض کو پوری قابلیت سے ادا کیا۔ اس میں بعض کوتاہیاں ممکن ہیں لیکن اپنے عمل سے اس نے بتا دیا ہے کہ وہ الحکم کی ادارت کے فرائض اپنے باپ کی غیر حاضری میں ادا کرنے کا اہل ہے میں اپنے محسن و آقا حضرت خلیفۃ المسیح اور اہل بیت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور تمام احباب اور جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس خادم زادہ کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ وہ سلسلہ کی خدمت میں عرفانی کا حقیقی قائم مقام ہو اور اسکے بھائیوں کو بھی خدا تعالیٰ توفیق دے کہ وہ الحکم کو ہر قربانی میں زندہ رکھنے کے لئے ساعی رہیں

— (۳) —

الحکم کا یہ دور جدید جس شان کو لئے ہوئے ہے۔ اور جو عظیم الشان کام اسکے زیر نظر ہے اسکو دیکھتے ہوئے مجھے اپنے احباب خصوصی اور افراد جماعت سے عرض کرنا ہے کہ وہ پوری سرگرمی کے ساتھ میرے ساتھ تعاون کریں یہ سال ختم ہو گیا ہم یا انھوں نے دیکھا کہ پوری پابندی وقت کیسا تھ الحکم شائع ہو رہا ہے اور جو مواد اس نے پیش کیا ہے اس نے جماعت میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی ہے اور ایک سال کے تجربہ کے بعد میرے احباب مجھے اپیلوں پر مجبور نہیں کرینگے جنہوں نے پہلے ڈونیشن دیئے ہیں وہ اب اپنے ڈونیشن کو دوگنا کر دیں تاکہ اگلے سال کے لئے کاغذ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا جاوے۔ سال کے آخر پر الحکم کسی کا مقروض نہ رہے گا میں اسکے لئے بھی توجہ دلاتا ہوں کہ احباب خیال رکھیں اور اپنے نوجوان خادم (مجاہد مصری) اور بوڑھے خادم عرفانی کو اس قسم کے تفکرات سے دوچار نہ ہونے دیں جو بھی کام سے روک دیتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے میں ان سے ایک ہزار جدید خریداران کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر آپ الحکم کو ایک ہزار خریدار اور دے دیں تو آپ انشاء اللہ دیکھ لینگے کہ اس کی خدمت کا دامن کتنا وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ظاہری حالت میں بھی نمایاں امتیاز پیدا ہو جائے گا۔ نظام سلسلہ کی تمام انجمنیں الحکم کا خریدنا اور اس کا باقاعدہ درس اپنی جماعتوں میں جاری کر دیں۔

— (۴) —

اسی سلسلہ میں ان دوستوں کو جو ہندوستان سے باہر مختلف بلاد میں ہیں توجہ دلانا چاہتا ہوں اپنی عمر کے لحاظ سے (جنہوں نے قادیان ہی میں پرورش پائی اور تعلیم پائی) وہ میرے بچوں کے ہی برابر ہیں اکثر ان میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے فرزند ہیں وہ تعلیم الاسلام جس کا پہلا تاریخی ہیڈ ماسٹر ہونے کی سعادت عرفانی ہی کے حصہ میں آئی۔ پس میں ان سے اسی رنگ میں خطاب کر کے کہتا ہوں کہ وہ الحکم کی اعانت کیلئے خاص طور پر توجہ فرمائیں اور اعانتی چندہ ادا کریں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری تحریک کو ضائع نہ کریں گے۔

— (۵) —

میں جانتا ہوں سلسلہ کی مرکزی ضروریات اور ان تحریکوں کی تعمیل سب سے مقدم ہے جس کے لئے جماعت کو حضرت آقا نے پکارا ہے اور اگر ان تحریکوں کی تعمیل میں الحکم کو قربان کرنا پڑے۔ تو میں اسے بھی سعادت عظمیٰ یقین کروں گا۔ مگر الحمد للہ تو میں اپنی تمام تحریکوں اور ضرورتوں کو اپنی جگہ قائم رکھ کر قدم آگے بڑھاتی ہے۔ جن مقاصد و اغراض کے لئے قربانیوں کا مطالبہ ہے خود الحکم کا وجود بھی انہیں میں داخل ہے بہرحال ضرورت ہے کہ احباب خصوصیت سے توجہ کریں۔

— (۶) —

میں جس قدر جلد ممکن ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اپنی محبوب بستی میں پہنچ جاؤں گا۔ اور الحکم کی ادارت کے فرائض کو ادا کرنے میں مجاہد مصری کا شریک کار (انشاء اللہ) ہو جاؤں گا احباب دعا کریں کہ یہاں کے بعض ضروری علائق سے فراغت پا لوں

— (۷) —

جب سے الحکم عالم وجود میں آیا (آج سے ۳۷ سال پیشتر) اس کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ وہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں تعطیل کرتا ہے۔ اسلئے احباب یاد رکھیں کہ ۲۸ر دسمبر اور ۷ر جنوری ۱۹۳۵ء کا پرچہ شائع نہ ہوگا۔ بلکہ پہلا پرچہ ۳۸ ویں جلد کا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ۱۴ر جنوری ۱۹۳۵ء

(عرفانی)

قادیان کی اذان صبح

(از جناب ... صاحب ...)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

جناب سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مہاجر قادیان کی زبان سے

سید صاحب کا تذکرہ متعدد مرتبہ الحکم کے کالموں میں آچکا ہے۔ اسلئے میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ ان روایات کے ساتھ ان کا ذکر بھی مفصل طور پر کیا جائے۔ ان کے ذاتی حالات الگ شائع کیئے جائینگے۔ (ایڈیٹر)

(۱)

والدین کی تابعداری فرض ہے

۱۸۹۷ء کے اخیر میں مینے بیعت کی۔ میں ان دنوں کپورتھلہ میں تھا۔ اس لئے کپورتھلہ کی جماعت میں میرا نام درج ہے۔ بیعت کے بعد ۱۹۰۱ء میں بریلی گیا۔ جو میرا اصل وطن ہے۔ وہاں میرے والد نے میری سخت مخالفت کی حتی کہ انھوں نے مجھے عاق کر دیا۔ احمدیوں نے مجھے بہت تسلی دی اور مبارکباد بھی دی۔ اور کہا کہ کوئی خوف کی بات نہیں۔ مگر میرے دل میں ایک گھبراہٹ تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اسوقت لکھتے جاتے تھے اور ساتھ ہی ٹہلتے جاتے تھے۔ برآمدے کے ایک گوشہ میں ایک دوات رکھی تھی۔ دوسرے گوشہ میں دوسری دوات رکھی تھی۔ مجھے حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہاں کئی پلنگ رکھے تھے۔ میں ایک پلنگ پر سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ اور حضور پائینتی کی طرف آکر بیٹھ گئے۔ میں اُٹھنے لگا تو حضور نے فرمایا نہیں بیٹھے رہو۔ تب میں بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی کہ حضور میرے والد نے مجھے عاق کر دیا ہے۔ اور حضور کو بھی سخت سست کہتے ہیں۔ آپنے فرمایا:۔

وہ مجھے جو کچھ بھی کہتے ہیں کہیں۔ مگر تم پر ان کی تابعداری فرض ہے۔

میں یہ سنکر بہت ڈرا اور اپنے والد صاحب سے جاکر صلح کرلی۔

اس کے بعد وہ اپنے پوتے محمد عبد اللہ کی پیدایش کی خوشی میں کپورتھلہ آئے۔ تو میں نے ان کے دائیں بائیں حضور کی کتابیں رکھدیں اور ان کو مخالفین کی صحبت سے بچایا۔

ایک دن صبح کو وہ فرمانے لگے کہ میں قادیان کو جاتا ہوں۔ مینے کہا کہ مجھے تنخواہ مل جائے تو آپ جائیں۔ فرمانے لگے میری جیب میں ایک دوّنی ہے۔ میں اسی سے سفر کرونگا کیونکہ مینے گناہ کیا ہے۔

چنانچہ آپ کپورتھلہ سے قادیان تک پیدل ہی آئے۔ اور بیعت کرکے پیدل ہی گئے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا جنازہ غائب مسجد اقصیٰ میں پڑھایا۔

(نوٹ) مجھے یقین ہے سید صاحبنے حضرت مسیح موعود کے ارشاد پر جو صلح اپنے والد صاحب کی۔ اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو بھی سلسلہ حقہ کی طرف پھیر دیا۔ (ایڈیٹر)

(۲)

جنّت کا پھل

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام باغ میں تشریف لے گئے تو ایک شخص نے پوچھا کہ حضور بہشت میں کون کون سے دنیاوی پھل ملیں گے۔ آپنے فرمایا کہ آم اور اس کے متعلق یہ بھی نکتہ بیان فرمایا کہ الف سے اللہ مراد ہے اور میم سے محمدؐ۔ اور اس کے حرف دو ہی حرف ہیں۔ اور انھیں سے اصل پھل بنتا ہے۔ اللہ اور محمدؐ کی دوستی ہی سے بہشت ملیگی اور یہی سب سے اچھا اور میٹھا پھل ہے۔

اس سے کوئی دھوکہ نہ کھائے کہ حضور کی مراد آم سے تھی بلکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پھل سے تھی۔

(۳)

میرے بچے کا نام عبد اللطیف رکھا

میرا ایک لڑکا تھا۔ جو کافی بڑا ہو گیا تھا۔ اور وہ کھیلتا پھرتا تھا۔ مگر میں نے اس کا نام نہیں رکھا۔ میری نیت یہ تھی کہ میں اسے قادیان لے کر جاؤں گا۔ اور حضرت صاحب سے نام رکھواؤں گا۔ کوئی اسے کسی نام پکارتا تھا کوئی کسی نام سے۔ ان دنوں صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کی تازہ ہی شہادت ہوئی تھی حضور کی مجلس میں صاحبزادہ صاحب کا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ نیّر صاحب نے یہ کہکر بچہ پیش کیا کہ حضور یہ سید عزیز الرحمان صاحب کا بچہ ہے۔ حضور اس کا نام تجویز فرمائیں۔ حضور نے اس محبت کیوجہ سے جو حضور کو شہید مرحوم سے تھی فرمایا کہ

اس کا نام عبد اللطیف رکھ دو

میں اس کو شہید کہکر پکارا کرتا تھا۔ اس کی ماں اسی بات پر چین بجبیں ہوتی تھی۔ خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد اس کا ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔ اسوقت حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کر دیا جائے؟ مگر حضور نے فرمایا کہ:۔

دوسرے قبرستان میں دفن کردو۔ وہ لڑکا شہید ہے

اسطرح حضور کے منہ کے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوئے

(۴)

حضور کا سفر دھاریوال

ایک دفعہ میں حضرت صاحب کے ساتھ دھاریوال میں گیا۔ حضور ایک مقدمہ کے دوران میں وہاں گئے ہوئے تھے۔ ڈپٹی کمشنر دورے پر تھا۔ لوگ حضرت کے دیکھنے کے انتہائی مشتاق تھے کہ اسدن کارخانہ بند ہو گیا تھا۔ اور ارد گرد کے دیہات کے لوگ بھی دھاریوال میں حضور کے دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے جمعہ پڑھایا۔ اسوقت جمعہ میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے۔ صفیں سیدھی نہ ہوتی تھیں۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی بھی موجود تھے۔ ان کے پیچھے جمعہ پڑھنے والے صرف بارہ آدمی تھے۔ انگریز اور لیڈیاں بھی آئی ہوئی تھیں۔ انھوں نے اور ہجوم نے درخواست کی کہ ہمکو حضرت صاحب کی زیارت کرائی جائے ان کی یہ خواہش حضرت کے حضور پیش ہوئی۔ جو حضور نے منظور فرمائی۔ حضور لوگوں کی خواہش کے مطابق نہر کے پل پر کھڑے ہو گئے اور اس طرح تمام خلقت نے زیارت کی۔

(۵)

زیور کی قربانی عورتوں کیلئے بڑی قربانی ہے

ایک دفعہ حضرت ام المومنین کی بالیاں حضرت اقدس نے منشی اروڑے خان صاحب کو بننے کے لئے دیں۔ منشی صاحب نے جب وہ بالیاں بنوالیں تو ان کو لے کر قادیان آنے لگے۔ آنے سے قبل انھوں نے میری بیوی کو دکھائیں۔ میری بیوی نے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی سونے کی آرسی بھی رکھدوں۔ میں نے خوشی سے اجازت دی۔ تب انھوں نے وہ آرسی بھی منشی صاحب کو دے دی۔ اور وہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے آرسی دیکھ کر اسے اٹھا لیا۔ اور فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ منشی اروڑے خان صاحب نے عرض کیا یہ عزیز الرحمان کی بیوی نے نذرانہ بھیجی ہے۔ اور یہ ایک زیور ہے جو عورتیں پہنا کرتی ہیں۔ آپنے اسے اپنے ہاتھ میں لے فرمایا۔

"عورت کا ایمان اس کا زیور ہے۔

وہ زیور پر اپنی جان تک قربان کر دیتی ہے۔ مگر اس عورت کا ایمان کس قدر زبردست ہے کہ اس نے زیور سی چیز اپنے سے جدا کر دی!!"

اسپر بہت سے دوستوں نے مجھے مبارکبادی کے خطوط لکھے۔

(۶)

حضور قادیان میں کثرت آبادی چاہتے تھے

ایک دفعہ حضور سیر کو تشریف لیجا رہے تھے۔ نور ڈاک بائی کے پاس جب پہونچے تو مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے

ایک نظم سنانے کیلئے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا ہم تو چاہتے ہیں کہ لاہور بھر کی آوازیں یہاں آئیں ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ اب عید اور سالانہ جلسے کے موقع پر اتنی آوازیں آتی ہیں۔ اور اللہ اکبر کی آواز سے سارا میدان اور اردگرد کا علاقہ گونج جاتا ہے۔

(۷)

حضور کا عفو

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے خاندان کے ایک شخص نے .... جو مخالف تھا۔ ہمارے کچھ گڈے خیر کوئی چیز لدی ہوئی تھی چھین لیے اور گالیاں بھی دیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ (نانا جان) کو اس پر بڑا غصہ آیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس مخالف کو سزا دیں لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت صاحب اجازت دیدیں تو ہم ابھی معاملہ درست کریں گے۔

حضرت میر صاحب غصے کی حالت میں حضرت اقدس کے حضور گئے۔ اور سارا واقعہ بتلایا۔ اور عرض کی کہ ہم ان سے بدلہ لینا چاہتے ہیں

حضرت اقدس اسوقت ایک خط ملاحظہ فرما رہے تھے۔ جو بیرنگ آیا تھا۔ وہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا وہ خط حضور نے میر صاحب کو دکھایا۔ اور فرمایا کہ لوگ ہمکو لفافے بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں (چونکہ وہ لفافے بیرنگ ہوتے تھے) اور ہم محصول ادا کر کے گالیاں مول لیتے ہیں۔ آپ سے بغیر پیسے کے بھی گالیاں نہیں لی جاتیں ؟

اسطرح سے حضرت میر صاحب کا بھی غصّہ جاتا رہا اور وہ حضور کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔

(۸)

قلب کسطرح منور ہوتا ہے؟

حضرت اقدس نے ایک دفعہ منشی اروڑے خان صاحب کو ایک کارڈ لکھا۔ اس میں یہ تحریر فرمایا کہ تہجد کے نفلوں میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تکرار کرنے سے قلب منور ہوتا ہے

(۹)

دو فیصلے

ایک بار حضرت ام المومنین نے صوفی تصور حسین صاحب کی بیوی کو بارہ کرتے سینے کے لئے دیئے۔ میری بیوی نے کہا کہ مجھے بھی بارہ کرتے سینے کو دو۔ اسپر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ اتنے میں حضرت اقدس اندر تشریف لائے اور تنازع سنکر فرمایا کہ ان کو نصف نصف دیدو چنانچہ دونوں کو نصف نصف دیدیئے گئے۔ اور فیصلہ ہو گیا۔

(۱۰)

میاں عبداللہ حلوائی بھائی شیر محمد والی دوکان پر بیٹھا کرتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک دوکان میں میاں عمر الدین جان محمد چٹھی رساں کا بھائی دودھ بیچا کرتا تھا۔ عمر الدین نے دودھ کے علاوہ مٹھائی بھی بنانی شروع کر دی۔ ان دونوں میں جھگڑا ہو گیا حضرت کو جب علم ہوا تو حضور نے دادی (منشی شادی خان کی والدہ) کو فرمایا کہ جاؤ عمر الدین سے کہو کہ آج سے کبھی مٹھائی نہ بنانا صرف دودھ بیچنا۔ اور عبداللہ کو کہو کہ صرف مٹھائی بنانا۔ دودھ نہ بیچنا ایک منٹ میں دونوں کا فیصلہ ہو گیا۔ دونوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

(۱۱)

دمہ کا علاج

مجھے سخت دمہ تھا۔ ایک ڈاکٹر جو کرنل تھا اس نے مجھے کہا کہ تم لوگ بڑے بے وقوف ہو سر پر پگڑی رکھتے ہو۔ اور پاؤں سے ننگے رہتے ہو۔ ہم لوگ ہر وقت پیروں میں اونی جرابیں رکھتے ہیں۔ پھر بھی تلووں میں اون بڑھاتے رہتے ہیں۔ میں نے حضرت اقدس سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا "وہ خود بے وقوف ہیں۔ ہم تو تکلف سے صافہ سر پر رکھتے ہیں۔ گھر میں سارا دن تو پہنے نہیں رہتے۔ وہ اپنے آپ کو دیکھیں۔ ہر وقت چھپر (ہیٹ) سر پر ڈالے رہتے ہیں دمہ تو دم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر عمر لمبی ہونی ہو آپ کو یہ مصنوعی رہنے سے سردی سے ہوتا ہے۔

ایک حکیم صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ میرے پاس دمہ کا ایک نہایت عمدہ نسخہ ہے۔ آپ نے فرمایا

سید صاحب کو وہ نسخہ دیدو جو آپ کہتے ہیں۔

ایک روز حکیم صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ تو میرے پاس نسخہ لینے نہیں آئے۔ مگر میں آپ کے پاس آگیا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ بیچ میں خواہ مخواہ بول پڑے میں تو حضرت صاحب سے نسخہ لینا چاہتا تھا۔ مجھے اس نسخہ کی ضرورت نہیں۔ پھر میں نے حضرت صاحب کی مشک والی گولیاں خود نسخہ دیکھ کر بنالیں۔ اور کھانا شروع کر دیں۔ سارا دمہ جاتا رہا۔

(۱۲)

کرنل ہنسی کا حضور پر ایمان

ٹنک پور (پیلی بھیت یوپی) میں ایک میجر ہنسی رہتے تھے۔ وہ کرنل ہو کر پنشنر ہو گئے۔ لوہا گھاٹ میں اس کا باغیچہ تھا۔ میں نے اس کے نام ریویو آف ریلیجنز جاری کرایا تھا۔ میرا بھائی سید یاسین شاہ اس کے پاس ملازم تھا میں اس کے پاس ملنے گیا۔ اس کا ایک عزیز آنے والا تھا۔ اس نے دوسری کوٹھی اپنے عزیز کے لئے سجائی تھی۔ میں ان کے پاس ٹھیرا۔ اس نے مجھے کہا کہ یہ کوٹھی میں نے اپنے ایک عزیز کیلئے سجائی ہے آپ اس میں ٹھیریں۔ میں نے کہا میں غریب آدمی ہوں۔ اگر میری چارپائی اصطبل میں بھی ڈالدی جائے تو میں سو رہوں گا۔ میں اس میں نہیں سوتا۔ آپ اپنے عزیز کا حرج نہ کریں اس نے کہا کہ نہیں مجھے تم سے بڑی محبت ہے۔ میں مسیح ناصری اور تمہارے مسیح کو ایک سمجھتا ہوں۔ ذرا فرق نہیں سمجھتا۔ پھر اس نے حضرت صاحب کو ایک چٹھی لکھی اور سیبوں کا پارسل بھیجا۔ اس نے کہا کہ میں شراب اور سؤر سے ہمیشہ نفرت رکھتا ہوں۔

(۱۳)

حضرت کی دعا سے مجرم بری ہو گیا

ایک دفعہ میرے بھائی پر خون کا مقدمہ بن گیا۔ اسی کرنل نے مجھے منصوری تار دیا کہ تمہارا بھائی خون کے مقدمہ میں ماخوذ ہے میں نے حضرت اقدس کو تار دیا کہ حضور میرا بھائی خون کے مقدمہ میں گرفتار ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ حضور نے دعا فرمائی خدا تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ میرا بھائی بری ہو کر رہا ہو گیا۔

ہم نے مقدمہ کے لئے ایک بیرسٹر کیا۔ اس نے کمشنر کو اس مقدمہ کے متعلق تار دیا کہ میں فلاں مقدمہ میں آرہا ہوں کمشنر کو معلوم نہ تھا۔ اس نے مجسٹریٹ سے بذریعہ تار پوچھا مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کر کے تار دیدیا۔ اور بھیر فضل ہو گیا۔

(۱۴)

تبلیغ کا طریق

ایک شخص عرب سے آیا اس کا نام عبداللہ تھا۔ اس نے کہا کہ اگر میں عرب میں تبلیغ کروں گا۔ تو لوگ مجھے مار ڈالیں گے آپ نے فرمایا :۔

ہماری کتابیں گلیوں۔ کوچوں اور مسجدوں میں ڈالدو

مجھے یہ نسخہ ہاتھ آگیا میں نے پچھلے بریلی اور منصوری میں اسکو استعمال کیا مجھ سے پہلے ان دونوں شہروں میں کوئی احمدی نہ تھا۔ اسطرح خوب ترقی ہوئی۔

(۱۵)

آجکل کے مسلمان اور صحابہ

ایک روز آپ نے آجکل کے مسلمانوں اور صحابہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

آجکل کے مسلمانوں میں اور صحابہ میں اتنا فرق ہے کہ اگر صحابہ ان مسلمانوں کو دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ اور اگر یہ مسلمان صحابہ کو دیکھتے تو مجنون خیال کرتے۔

(۱۶)

غیروں کا چندہ

حضرت منشی اروڑے خان صاحب نے ایک رجسٹر بنا رکھا تھا۔ اس میں چندہ دینے والوں کا نام اور چندہ درج ہوتا تھا۔ ایک بار ایک حکیم صاحب نے بھی ایک روپیہ چندہ دیا منشی اروڑے خان صاحب وہ رجسٹر اور سب چندہ قادیان آکر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صاحب نے ان حکیم صاحب کے روپے کو ٹوکا اور فرمایا

یہ شخص کون ہے۔ اور یہ روپیہ کیسا ہے

منشی صاحب نے عرض کی کہ حضور انھوں نے خوشی عقیدگی سے چندہ میں یہ روپیہ دیا ہے آپ نے نکال کر وہ روپیہ منشی صاحب کی طرف پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ :۔ "واپس کر دو ہمیں غیر کے چندے کی ضرورت نہیں" کچھ عرصہ بعد وہ حکیم صاحب سخت مخالف ہو گئے اور ہمارا ایمان حضور کی بصیرت پر بڑھ گیا۔

(۱۷)

مولوی فخر الدین صاحب ملتانی کے خسر کی بیعت

مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان کے خسر بابو نبی بخش صاحب سے میری ملاقات تھی۔ ان کی بیعت سے قبل کا واقعہ ہے میں نے ان کو کہا کہ بابو جی چلو اس دفعہ جلسہ سالانہ پر ہو آئیں۔ تو کہنے لگے چلیں تو سہی۔ مگر آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ میں بیعت کر لوں گا۔ میں نے کہا کہ آپ بیعت نہ کریں۔ آپ کو کون مجبور کرتا ہے۔ یہ جلسہ حضور کی زندگی کا آخری جلسہ تھا۔ یعنی ۱۹۰۷ء کا جلسہ حضور نے مسجد اقصیٰ میں تقریر کی۔ تقریر کے بعد لوگوں نے پگڑیاں باندھ باندھ کر بیعت کی۔ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ بابو نبی بخش صاحب بھی دو دفعہ گرے مگر آخر گرتے پڑتے انہوں نے بیعت کر لی۔ جب وہ بیعت کر چکے تو میں نے ان سے کہا کہ سناؤ بابو جی بیعت کر لی؟ تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا کہ

"یہ منہ جھوٹوں کا نہیں"

بابو نبی بخش صاحب اب بھی خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔

(۱۸)

تقویٰ اختیار کرو

ایک دفعہ میرے تایا زاد بھائی سید فیروز شاہ صاحب قادیان آئے۔ وہ قاری بھی تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف سنایا۔ آپ سُنکر بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ لوں۔ آپ نے فرمایا:-

"ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ اور ہر دل میں یہ خواہش ہونی چاہیئے۔ مگر کفار مکہ تو دن رات دیکھتے رہتے تھے۔ انہوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ جو آپ اٹھا لینگے۔ تقویٰ اختیار کرو اور تبدیلی پیدا کرو۔ خدا سب کچھ دکھا دے گا"

(۱۹)

حضور کی صحبت کا اثر

ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ:-

"میری صحبت میں اگر کوئی شخص۔ لڑکا ہو۔ یا طالب علم آ کر رہے۔ پھر اگر اس کو مشرق و مغرب کے علماء ملکر پھیرنا چاہیں۔ تو وہ نہیں نہیں پھیر سکتے۔"

یہ حضور کی صحبت کا اثر تھا۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ واقعی ایسا ہوا۔

(باقی آئندہ)

روایات

حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان

(۲۷)

منشیات سے نفرت

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

مجھے ڈاکٹروں نے یہ رائے دی ہے۔ کہ میں ذیابیطس کے لئے افیون استعمال کیا کروں اور سب نے یہی مشورہ دیا ہے کہ افیون ذیابیطس کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے جواب دیا کہ پہلا مسیح تو شرابی مشہور ہے۔ کیا دوسرا افیونی مشہور ہو جائے۔ کیا مسیحوں کے ساتھ کسی منشی چیز کا استعمال ضروری ہے؟ ہم نے بہت پرہیز کیا۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے ہم ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

آپ حقے اور افیون سے سخت نفرت کرتے تھے یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت نانا جان صاحب کا ایک رشتہ دار حقہ پینے والوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور کو اطلاع پہنچی کہ وہ اکثر حقہ پیتا ہے۔ حضور نے فرمایا

اس کو کہو کہ ابھی یہاں سے چلا جائے

بعض لوگوں نے سفارش کی کہ میر صاحب کو تکلیف ہو گی۔ کیونکہ ان ۔۔۔۔۔ کا رشتہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:- اگر تکلیف ہو گی تو وہ بھی ساتھ ہی چلے جائیں

(۲۸)

بوٹ کے متعلق لطیفہ

جوتا آپ سادہ اور دیسی پہنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے میرے لئے کسی نے بوٹ بھیجے ہیں۔ ہماری سمجھ میں تو اس کا دایاں اور بایاں ہی نہیں آتا۔ ہم نے آخر ان کو سیاہی ڈالنے کے لئے بنا لیا ہے۔ سیاہی ڈال کر اس پر کاغذ دیدیتے ہیں تو سیاہی محفوظ پڑی رہتی ہے۔

(۲۹)

دنیا کی بے ثباتی ہمیشہ آپکے سامنے رہتی

دنیا کے نقش کی طرف آپ کا میلان بالکل نہ تھا۔ آپ میں پورا توکل علی اللہ اور انقطاع الی اللہ تھا۔ فرمایا کرتے ہمکو تو اپنے مکانوں کی بھی خبر نہیں ہے۔ محمود کی والدہ بنواتی ہیں۔ اور وہی جانتی ہیں کہ کون کون سے ہیں۔

جن دنوں بیت الدعا بنایا گیا اور اس کی تکمیل ہو گئی تو عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ مکانوں کو دیکھنے اور خوش ہوتے ہیں۔ مگر حضور علیہ السلام نے گرمی کے موسم میں رات کو مسجد مبارک کے اوپر بیٹھے ہوئے بیت الدعا کی طرف دیکھا اور فرمایا:-

یہ مکان ہی رہ جائینگے۔ ہماری تو ہڈیاں بھی نہ رہیں گی۔

ہر وقت دنیا کی بے ثباتی آپکے سامنے رہتی تھی۔ کسی وقت بھی آپ اس سے غافل نہیں ہوتے تھے

(۳۰)

صبر اور قناعت بھوک کا مجاہدہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانے پینے کی چیزوں کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ میں اور دیگر بہت سے خدام بھی ساتھ تھے۔ حضرت صاحب کا کھانا اور ہم سب کا کھانا باہر کچہری سے آتا تھا۔

اُس دن کا ذکر ہے کہ ہم سب لوگوں کے لئے اور حضرت صاحب کے لئے بھی باہر کھانا آیا۔ اتفاق سے حضور علیہ السلام اندر کچہری میں گئے ہوئے تھے۔ ہم سب نے کھانا کھا لیا۔ حضور کا کھانا پڑا رہا

رات دس بارہ بجے ایک گاڑی لاہور سے گورداسپور آیا کرتی تھی۔ جس میں کچھ دوست آ گئے۔ اور انہوں نے حضرت صاحب کا کھانا کھا لیا۔ حضور علیہ السلام کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ حضور جس وقت کچہری سے باہر تشریف لائے۔ تو بعض خادموں نے ذکر کیا کہ حضور کا جو کھانا رکھا تھا۔ وہ لاہوری جماعت نے کھا لیا۔ اگر حکم ہو تو ہم تیار کرا لائیں۔ گرمی کے دن تھے آپ نے فرمایا نہیں کوئی ضرورت نہیں۔ دن

نصف سے زیادہ تو گزر ہی چکا ہے ہم مصری کا شربت بنا کر پی لینگے

اس دن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور کو نہ کھانے سے ظہر کے وقت ضعف کا دورہ ہو گیا اور آپکے قویٰ بالکل بے حس ہو گئے۔ دوستوں نے دبانا شروع کیا۔ اور بہت دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ مگر باوجود ضعف کے حضور نے کھانا شام ہی کو کھایا۔ اور کوئی چیز استعمال نہیں کی

(۳۱)

ایک اور واقعہ

پھر ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ گورداسپور میں ہی حضور خادموں کو کھانا کھلانا یاد نہ رہا۔ یہاں تک کہ سب کھانا ختم ہو گیا۔ بعد میں خدام نے ذکر کیا کہ حضور کو کھانا کھلانا یاد نہیں رہا۔ یہاں تک کہ سب کھانا ختم ہو گیا

....

.... حکم ہو تو ہم کوئی چیز تیار کر لیں

فرمایا:-

"نہیں ہم دودھ میں ڈبل روٹی بھگو کر کھا لیں گے"

کوئی چیز پکانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ خادم کو آپنے بازار سے دودھ ڈبل روٹی لانے کے لئے بھیجا اتفاق سے ڈبل روٹی تو مل گئی ہے۔ مگر دودھ نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا

"کوئی حرج نہیں۔ ہم پانی میں ہی بھگو کر کھا لینگے"

اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ آپ کو کسی چیز کا اشتیاق نہیں تھا۔ جو چیز بھی سامنے آجائے آپ استعمال کر لیا کرتے تھے۔

(۳۲)

بیسنی روٹی

ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ حضور مغرب کیوقت تشریف لائے اور فرمانے لگے:-

میں آج بیسنی روٹی ملائی کے ساتھ کھا کر آیا ہوں۔ مجھے گوشت استعمال کئے ہوئے دو برس ہو گئے۔

(۳۳)

دیسی گڑ پسند فرماتے

آپ میٹھے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ خصوصاً گڑ دیسی حضور کھاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میںنے گڑ تو شاید ایک کوٹھا کھا لیا ہوگا"۔ میٹھی چیزیں آپ کو بہت مرغوب تھیں۔

(۳۴)

مولی

مولی بھی آپ اکثر استعمال کرتے تھے۔ اور گرمیوں میں بھی بعض دفعہ باہر سے منگوا کر حضور کھاتے تھے۔ آپ کے دانت بفضلہ تعالیٰ آخر عمر تک ..... سب موجود تھے۔

(۳۵)

حضور کے دانت بہت مضبوط تھے

ایک دفعہ آپ حضرت خلیفہ اول کو مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دانت شہید ہوا ہے۔ اتنا ہی ٹکڑا آپ کے دانت کا گرا ہے۔ جس ٹکڑے کے اوپر پتھر لگا ہے باقی دانت بالکل محفوظ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت بہت مضبوط تھے۔ میرے دانتوں کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے گھس گئے ہیں۔ مگر ٹوٹا کوئی نہیں اور نہ نکلا ہے

(۳۶)

آپ کو ایک دفعہ دانت کا درد ہوا۔ اس میں آپ بہت بے چین ہوئے۔ اس بے چینی کی حالت میں آپ کو الہام ہوا

"تھوڑی سی دیر اور پکڑینگے"۔

غرض تھوڑی سی ... دیر بعد بالکل آرام بغیر دوائی کے اور بغیر کسی علاج کے آرام ہو گیا۔

(۳۷)

پیٹ درد کا علاج الہام سے

اسی طرح ایک دفعہ آپ کو پیٹ درد ہوا۔ اور آپ کو اس میں بہت گھبراہٹ ہوئی۔ اس گھبراہٹ میں آپ کو کشفی حالت میں ایک شیشی دکھلائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا خاکسار پیپرمنٹ۔ چنانچہ آپنے اسوقت پیپرمنٹ منگوایا اور استعمال فرمایا۔ اور درد کو بالکل آرام ہو گیا

(۳۸)

روس کا عصا

ایک دفعہ آپنے ذکر کیا میں نے رویا میں دیکھا ہے

میرے ہاتھ میں ایک عصا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روس کے بادشاہ کا ہے پھر فرمایا میںنے ایک کمان دیکھی وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس سے میں نے تیر چلایا ہے۔

وقتاً فوقتاً آپ بیٹھتے تو اپنے الہامات اور خوابیں بیان فرماتے۔

(۳۹)

مقدمات میں حضور کے اطمینان کی حالت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور میں تھے ایک دن آپکے سامنے ذکر آگیا کہ یہ مجسٹریٹ آپ کو کرسی نہیں دیتا اور پہلے حکام جسقدر بھی مقدمات میں حضور جاتے رہے ہیں سب کرسی دیتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کو عرضی کی جائے۔ کیونکہ آپکے متعلق گورنمنٹ کے خاص کاغذات میں ہے۔ اور آپ کا نام خاص کرسی نشینوں میں ہے اس کے متعلق تدارک کرنا چاہیئے۔ حضور سنکر فرمانے لگے

"عزت وہ ہوتی ہے جو آسمان پر ہو۔ کیا ہماری عزت بالشت کی لکڑی پر آگئی ہے۔ ایسی درخواست کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تکالیف ومصائب ہمارا حصہ ہے"

فرمایا:- "نہ ہم ہونگے نہ یہ مقدمات ہونگے پیچھے صرف باتیں رہ جائینگی۔

فرمایا:- ہمارا مقدمہ کیا ہے؟ یہ تو ایک خاصہ اسلام کی اشاعت کا ذریعہ ہے۔ مقدمہ میں کبھی ہمارے الہامات پر بحث ہوتی ہے۔ کبھی ختم نبوت پر بحث آپڑتی ہے۔ بھلا ان باتوں کو مقدمہ سے کیا تعلق یہ سب کچھ اسلئے ہے کہ ان لوگوں کو جو کچہریوں میں بیٹھے اور ہماری بات کو سننا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ تاکہ ان کے کانوں تک ہماری تبلیغ پہنچ جائے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں

وہ مقدمہ قریب ڈھائی سال تک چلتا رہا۔ بائیس ہزار روپے کے قریب اسپر خرچ ہوا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذرہ بھی فکر تک نہ تھا۔ ایک قسم کی خوشی ہر وقت آپکے ساتھ تھی۔ بلکہ دوسروں کو آپ تسلی دیتے تھے۔

(۴۰)

ایک اور واقعہ

ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو صبح کیوقت الہام ہوا:-

یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

اس الہام کے معنی ہیں۔ تیری شان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ تو کہو کہ میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اور انکو چھوڑ دے کہ وہ اس میں اور کھیل ہیں۔

چنانچہ اسی دن جب حضور علیہ السلام کچہری میں تشریف لے گئے۔ فریق ثانی کے وکیل نے حضور کی کتاب میں سے ایک عبارت پڑھ کر کہا جس کے اندر آپ نے جناب الٰہی نے مقربین کے صفات لکھے تھے کہ کیا یہ سب باتیں آپ میں پائی جاتی ہیں آپنے فرمایا:-

اپنے متعلق تو میں نے لکھا ہے۔ میںنے دوسرے شخص کا ذکر نہیں کیا۔ میںنے اپنا ہی ذکر کیا ہے۔

بعض متفرق روایات

(مرسلہ عزیز محترم اکبر صاحب بونالوی از مولوی نظام الدین صاحب سوہدرہ)

(۱)

کلام میں سادگی کا اثر

مولوی نظام الدین صاحب نے فرمایا:- "میں لاہور میں ۱۹۰۸ء میں گیا۔ جبکہ حضرت اقدس کی وفات ہوئی۔ سب بیٹھے تھے کہ اتنے میں میرے ساتھیوں میں سے ایک صاحب جن کا نام مولوی شمس الدین صاحب ساکن بونڈا ضلع سیالکوٹ تھا انھوں نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ حضور میری ایک مرغی تھی اسے بلا مار گیا۔ جلدی اسے ذبح کیا گیا۔ خون بہا کیا حلال ہے یا حرام۔ حضور نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی طرف مسکراتے ہوئے اشارہ کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے سورۃ مائدہ کی آیت کے مطابق منخنقۃ قرار دیکر حرام قرار دیا۔ مولوی شمس الدین صاحب نے دوبارہ پوچھا۔ لوگ بڑے آزردہ ہو گئے۔ حضرت صاحب نے پھر مولوی صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ مولوی صاحب نے وہی جواب دیا۔ تیسری بار پھر مولوی شمس الدین صاحب نے حضرتؑ سے پوچھا۔ حضور نے فرمایا:-

"میں کوئی نئی شریعت لے کر تو آیا نہیں۔ جو کوئی نئی بات بتلاؤں۔ آخر وہ مرغی ہی ہے۔ مجھے تو کوئی بات اسکے علاوہ معلوم نہیں۔ اگر آپ کو معلوم ہو کہ صحابہ کرام کے ساتھ کوئی اسطرح کا واقعہ پیش آیا ہو۔ تو آپ بتلا دیں"۔

"اسپر مولوی شمس الدین صاحب نے کہا کہ حضور میں یہی دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اگر آپ تکلف سے دعویٰ کرتے۔ تو کچھ نہ کچھ اور بیان کر دیتے۔ لیکن آپکے جواب کی سادگی سے معلوم ہوا کہ آپ واقعی مامور من اللہ ہیں۔

نوٹ

مولوی نظام الدین صاحب سوہدرہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ اور آجکل چک ۲۵ جنوبی ضلع سرگودہ میں مقیم ہیں۔ ان کی ایک روایت کو سردست درج نہیں کیا گیا۔ اسلئے کہ اسپر واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کرنے کے لئے ایک مفصل نوٹ کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ دوسرے وقت لکھا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۷؍ دسمبر ۱۹۳۴ء)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باآواز بلند کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اس پر استدلال کرتے ہیں ما محمد الا رسول سے۔ اب اگر صحابہ کے وہم وگمان میں بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اٹھتے مگر سب خاموش ہو گئے۔ اور بازاروں میں یہ آیت پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ گویا یہ آیت آج اتری ہے۔

معاذ اللہ صحابہ منافق نہ تھے۔ جو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رعب میں خاموش ہو رہے۔ اور حضرت ابو بکر کی تردید نہ کی۔ نہیں اصل بات یہی تھی جو حضرت ابو بکر نے بیان کی۔ اس لئے سب نے گردن جھکا لی۔ یہ ہے اجماع صحابہ کا۔ حضرت عمر رضؓ بھی یہی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئینگے۔ اگر یہ استدلال کامل نہ ہوتا۔ (اور کامل تب ہی ہوتا کہ کسی قسم کا استثنا نہ ہوتا کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے۔ اور انھوں نے پھر آنا تھا۔ تو پھر یہ استدلال کیا یہ تو ایک مسخری ہوتی) تو خود حضرت عمر رضؓ ہی تردید کرتے۔

جب کہ آیت میں استثنا نہ تھا۔ اور امر واقعی یہی تھا۔ اسلئے سب صحابہ نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ جن کو قرآن شریف کا یہ فہم ملا تھا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی پڑھی تو حضرت ابو بکر رضؓ رو پڑے کسی نے پوچھا کہ بڈھا کیوں روتا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ مجھے اس آیت سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام بطور حکام کے ہوتے ہیں۔ جیسے بندوبست کا ملازم جب اپنا کام کر چکتا ہے تو وہاں سے چل دیتا ہے۔ اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام جس کام کے واسطے دنیا میں آتے ہیں۔ جب اس کو کر لیتے ہیں۔ تو پھر وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ پس جب اکملت لکم دینکم کی صدا پہنچی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھ لیا کہ یہ آخری صدا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کا فہم بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مسجد کی طرف سب کھڑکیاں بند کی جاویں۔ مگر حضرت ابو بکر رضؓ کی کھڑکی مسجد کی طرف کھلی رہے گی۔ اس میں بھی یہی سر ہے۔ کہ مسجد چونکہ مظہر اسرار الٰہی ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت ابو بکر کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجازات سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص خشک ملاؤں کی طرح یہ کہتا ہے کہ نہیں ظاہر ایسی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو کہنا کہ یہ دہلیز بدل دے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کے کڑے دیکھنا وغیرہ امور اپنے ظاہری معنوں پر نہیں تھے۔ بلکہ استعارہ اور مجاز کے طور پر تھے۔ اُن کے اندر ایک اور حقیقت تھی۔

غرض مدعا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ کو فہم قرآن سب سے زیادہ دیا گیا تھا۔ اب جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ استدلال کیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر یہ معنی بظاہر معارض بھی ہوتے تب بھی تقویٰ اور دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابو بکر ہی کے مانتے۔ مگر یہاں تو ایک بھی لفظ قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے۔ جو حضرت ابو بکر کے معنوں کا معارض ہو۔

اب مولویوں سے پوچھو کہ ابو بکر رضؓ دانشمند تھا یا نہیں؟ کیا یہ وہ ابو بکر رضؓ نہیں جو صدیق کہلایا؟ کیا یہی وہ شخص نہیں جو سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بنا۔ جس نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی۔ کہ خطرناک ارتداد کی وبا کو روک دیا۔ اچھا اور باتیں جانے دو یہی بتاؤ کہ ابو بکر رضؓ کو ممبر پر چڑھنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔؟ پھر تقویٰ سے یہ بتاؤ کہ انھوں نے جو ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھا اس سے استدلال تام کرنا تھا یا ایسا ناقص کہ ایک بچہ بھی کہہ سکتا کہ عیسیٰ کو موتی سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

افسوس ان مخالفوں نے میری مخالفت اور عداوت میں یہی نہیں کہ قرآن کو بھی چھوڑا۔ بلکہ میری عداوت نے اُن کی یہاں تک نوبت پہنچائی ہے کہ صحابہ کی کل جماعت پر انھوں نے اپنے طریق عمل سے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے استدلال کو استخفاف کی نظر سے دیکھا۔

سارا قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے۔ تیس آیات مخصوص مسیح علیہ السلام کی وفات پر گواہ ہیں معراج کی رات۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر اور صحابہ کا اجماع شاہد ہے۔ کہ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے اجماع کے خلاف ایک بات کہی۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اجماع ان کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ اول تو اجماع صحابہ ہی تک ہے۔ اور ہم نے ابھی بتایا ہے کہ صحابہ کا اجماع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے۔ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ صحابہ کے بعد اجماع کا دعوےٰ جھوٹا ہے۔ ماسوائے اس کے بھی بہت سے لوگ ان کے خلاف اور ہمارے ساتھ ہیں۔ معتزلہ مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے قائل نہیں ہیں۔ صوفیوں کا یہی مذہب ہے کہ وہ کہتے ہیں مسیح کی آمد بروزی ہے وقال مالک مات۔ امام مالک موت کے قائل ہیں۔ ابن حزم کا بھی مذہب یہی ہے۔ اب مالکی اور ابن حزم کو ماننے والے اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں لیکن پھر بھی علی سبیل تنزل اگر ہم مان لیں کہ کوئی بھی ہمارے ساتھ ان میں سے نہیں تو بھی ہم تو کہتے ہیں کہ قرون ثلٰثہ کے بعد زمانہ کا نام فیج اعوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے یعنی ایک ٹیڑھا گروہ اور ان کی نسبت فرمایا لیسوا منی ولست منھم اب ان کے ہاتھ میں کیا رہا۔

صحابہ کے وارث ہم قرآن و حدیث کے مغز کے وارث تو ہم ہی ٹھیرے۔ باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہوا ہے کہ مسیح نازل ہوگا۔ پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ کس قدر وسیع ہے۔

نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ ماسوا اس کے اصل بات یہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری زمانہ کا علم دیا گیا تھا۔ آپ نے اس علم کے موافق دو بروزوں کی خبر دی تھی اہل اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ مراتب وجود دوری ہیں۔ میں اس کو مانتا ہوں۔ قرآن شریف سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی طبیعت خو۔ اخلاق ایک اور میں آتے ہیں۔ اُن کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص قدم آدم پر ہے۔ یا قدم نوح پر ہے۔ اس کو بعض بروز بھی بولتے ہیں۔ اُن کا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانہ کے لئے بروز ہے۔ جیسے بائبل کا بروز

شیث علیہ السلام اور یہ پہلا بروز تھا۔

ہبل نوحہ کو کہتے ہیں۔ خدا نے شیث کو یہ بروز دیا۔ پھر یہ سلسلہ برابر چلا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم کا بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسی لئے علیٰ ملۃ ابراھیم حنیفا فرمایا۔ اس میں یہی سر ہے۔ دو اڑھائی ہزار سال کے بعد عبداللہ کے گھر میں ظاہر ہوا۔

غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے واسطے خبر دی تھی کہ اسوقت دو رنگ کے فتنے ہونگے۔ ایک اندرونی دوسرا بیرونی۔

اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے۔ اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آجائینگے قماربازی۔ زناکاری۔ شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوکر حدود اللہ سے نکل جائیں۔ اور خداتعالیٰ کی نواہی کی پروا نہ کرینگے۔ صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیویں گے۔ اور اوامر الہٰی کی بے حرمتی کی جائے گی۔ اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔

بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کیے جائینگے۔ اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جائے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اس کی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاوینگی

غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی امت میں مبعوث کیا جائے گا۔ جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہوگا اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔ اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا۔ اسی لئے مہدی کہلائیگا۔ اسی بشارت کی طرف واٰخرین منھم میں بھی اشارہ ہے۔

چونکہ یہ دونوں فتنے ہونگے۔ ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی۔ ایک فرقہ ہوگا جو الدجال کہلائیگا اور ایک یاجوج ماجوج۔

الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز۔ اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبہ ہو یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے۔ مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں۔ جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے۔ ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہی ہے۔ جو یاعیسیٰ انی متوفیک کو ٹالتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانہ کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا۔ گویا دجالیت کا ایک دریا بہہ نکلے گا۔ الدجال پر الف لام استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے۔ یعنی پہلے جسقدر مختلف اور متفرق کید حیلے ضلالت اور کفر کے تھے۔ کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ کہا۔ متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کیئے جاتے تھے۔ مگر وہ ایک حد تک تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے۔ کہ اُسوقت اعتراضات کا ایک دریا بہہ نکلیگا۔ جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں ندیاں مل کر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل ملکر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھو لو کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کیئے جاتے ہیں۔ اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے۔ جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ اُن کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے۔ اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن اُن لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے

گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔

پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ اور الدجال کا بروز ہے۔ ایسا ہی یاجوج یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ اُن کا بہت بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے۔ گویا آگ اُن کے قابو میں ہوگی۔ اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں اُن سے عاجز رہ جائینگے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔ دیکھ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کس قدر تعلق ہے۔ کلیں کس قدر جاری ہیں۔ اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں بروز ہیں۔ اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک میں آگئی ہیں۔ ایسا ہی ماجوج ہیں۔ اور یہ ایک پکی بات ہے کہ الناس علیٰ دین ملوکھم انسان پر ملوک کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ملوک تو ملوک ہوتے ہیں ادنےٰ درجہ کے نمبرداروں تک کا اثر پڑتا ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے کیس رکھ لئے تھے اور کچھ پہن لئے تھے۔ ایک شخص ہمارے قریب ایک گاؤں میں بھی رہتا تھا اس کا نام خدا بخش تھا۔ اُس نے اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا

موضع ڈلہ میں گلاب شاہ اور مہتاب شاہ دو بھائی تھے وہ گرنتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ معمولی بات ہے۔ ملوک کے خیالات کا مذہب طرز لباس۔ ہر قسم کے امور کا اخلاقی ہو یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکور کا اثر اناث پر پڑتا ہے۔ اسلئے فرمایا گیا ہے الرجال قوامون علی النساء اسی طرح پر رعایا پر ملوک کا اثر ضروری ہے۔ سکھوں کی عملداری میں دو پگڑیاں باندھا کرتے تھے۔ اور اب تک بھی ریاستوں میں اس کا بقیہ چلا جاتا ہے۔ جب ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے تو سب ایک ہی لفظ بولا کرتے تھے کہ مستکھ ہے

ایسا ہی اب اس عملداری میں سلطنت کا اثر رعایا پر پڑتا ہے طرز لباس ہی کو دیکھو کہ ہر ایک شخص انگریزی لباس کوٹ پتلون کو پہن کر فخر کرتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جو انگریزی ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں۔ سلطنت کی طرف کسی قسم کی ترغیب نہیں دیجاتی۔ کوئی حکم جاری نہیں کیا جاتا کہ لوگ اس قسم کا لباس پہنیں۔ مگر خود بخود طبائع میں ایک شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے باوجودیکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اس لباس کی تبدیلی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اور اپنی جگہ سعی بھی کرتے ہیں کہ یہ طریق ترقی نہ پکڑے۔ مگر نہیں یہ ایک دریا ہے جو بہتا چلا جاتا ہے۔ اور رک نہیں سکتا۔ انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی طرز اور فیشن کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے؟ صرف اسلئے کہ الناس علیٰ دین ملوکھم۔ یہ مت سمجھو کہ طرز لباس ہی نے ترقی کی ہے۔ نہیں۔ یہ طرز بجائے خود ایک خطرناک ترغیب ہے اور بہت سی باتوں کے لئے

انگریزی لباس کے بعد انگریزی طرز کی مجلسوں کا مذاق ترقی کرے گا۔ اور کر رہا ہے۔ عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا۔ اس پردہ میں ضروری نہیں۔ قماربازی بھی ممنوع نہیں ہے۔ کھانے پینے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب حقیقی جو انسان کو ایک حدبندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے۔ اُس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا۔ انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے۔ جس محفل میں شراب نہ ہو وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے

پس وہ لوگ جو انگریزی طرز اور فیشن کے دلدادہ ہیں وہ کب دین کی حدود کے اندر آنے لگے اور مذہب کی طرف بلانے والوں کی طرف اُن کو رغبت ہو تو کس طرح۔

میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کی کہ عیسائیت کیوں کر اندر ہی اندر سرایت کر رہی ہے میں نے اس پر بہت غور کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اس وقت عیسائیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان پادریوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ بھی اس کے پھیلانے میں فروگذاشت نہیں کیا۔ ہر قسم کے طریق اشاعت کو انھوں نے اختیار کیا ہے قطع نظر اس کے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ یہ انگریزی فیشن ہی کا اثر ہے کہ اب اعلانیہ شراب پی لی جاتی ہے۔ زناکاری کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ممد اور معاون امور پیدا ہو تے جاتے ہیں۔ قماربازی گو قانوناً جرم ہو۔ مگر اس کی بعض ایسی صورتیں پیدا کر لی گئی ہیں۔ عیسائی عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور عام طور پر غیر مردوں سے ملنا جلنا اس نے ایسا خطرناک اثر کیا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو عورتوں کو بے پردہ سیر کرانا پسند کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں۔ اُن کو پردہ میں نہ رکھا جاوے۔ یہ ظلم ہے۔

اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا اُن کی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھینگے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گی۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ وہ اُن لوگوں سے مخفی نہیں ہے۔ جو اخبارات پڑھتے ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

عشاق احمد

حضرت منشی محمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی کی زبان سے)

حضرت منشی محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان فداکاروں میں سے تھے جو عشاق احمد کے ذیل میں آسکتے ہیں۔ آپ کپورتھلہ میں ایک معزز سرکاری عہدہ دار تھے۔ مہاراج کے بگھی خانے کے افسر تھے۔ آپ کے متعلق بھی سید عزیز الرحمن صاحب نے بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ ہم ان روایات کے متعلق کوئی ایسی ترتیب قائم نہ کر سکے۔ جن سے ایک مسلسل سوانح قائم ہو سکے۔ تاہم ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ہم سید صاحب کے بھی بڑے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ان صحابہ مسیح موعود کی بہت سی ایسی باتیں جو ان کی زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں یاد رکھیں اور ہم تک پہنچائیں۔ (ایڈیٹر)

(۱)

آنکھوں کی قوت

حضرت منشی صاحب کی قوت بینائی بہت تیز تھی۔ اور میں نے اس قوت بینائی کے دو عجیب واقعات دیکھے۔

ایک دفعہ جبکہ چاندنی نکلی ہوئی تھی۔ مگر دھیمی تھی۔ ایک شخص آپ کے پاس ایک شکستہ خط لے کر آیا کہ اسے پڑھ دیجئے۔ آپ اس کو پڑھنے لگے۔ اس شخص نے کہا کہ میں لالٹین لاتا ہوں۔ مگر آپ نے کہا کہ لالٹین کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں پڑھ لوں گا۔ مجھے خدا نے ایک خاص قوت دی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کو بغیر روشنی کے پڑھ لیا۔ مجھے سخت تعجب ہوا۔ میں نے کہا کہ خان صاحب وہ کیا بات ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کی نظر اس قدر تیز ہے۔ آپ فرمانے لگے کہ یہ بات بتلانے والی نہیں۔ میں نے جب بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ:-

میں نے حضرت مسیح موعود کے قدموں کی مٹی سرمہ میں ڈالی ہوئی ہے۔

(نوٹ) اللہ تعالیٰ ہر شخص سے اس کے ایمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔ مگر حضرت منشی صاحب کے اس واقعہ سے ان کے اس عشق و محبت کا پتہ چلتا ہے۔ جو ان کو حضور کی ذات مبارک سے تھا۔ صحابہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے وضو کے پانی کو لیکر تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیا کرتے تھے۔ یہ بات اس شخص کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ جو اپنے اندر حقیقی عشق پیدا کر لیتا ہے۔

(۲)

سید صاحب ان کی قوت بینائی کا ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے حضرت خانصاحب نے فرمایا کہ آج رات کے ایک بجے منشی گوہر علی صاحب سے جالندھر میں ملنے چلیں گے۔ منشی گوہر علی صاحب بہت نیک اور متقی آدمی تھے۔ غالباً وہ پہلے ڈاکخانہ میں ملازم تھے مگر اسوقت وہ پنشن پاتے تھے۔ انھوں نے خان صاحب کو لکھا تھا کہ مجھے آکر مل جاؤ۔ چنانچہ ان کی اس تحریک پر خان صاحب نے ایک بجے ٹمٹم میں ایک عمدہ گھوڑا جڑوایا۔ اور ہم جالندھر چل پڑے گھوڑا بڑی تیزی سے فراٹے بھر رہا تھا۔ مجھے فرمانے لگے کہ گھوڑا بہت تیز ہے۔ وہ رات کچھ اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی پڑتا۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا مگر کچھ نظر نہ آتا۔ مگر وہ راستہ بھی دیکھتے اور گھوڑے کو بھی سرپٹ اڑائے لئے جاتے۔ مجھے ان کی تیزی نظر پر بڑا تعجب ہوا یہ ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔

نوٹ:- اس واقعہ سے نہ صرف تیزی نظر کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ اس زمانے کی محبت اور اخوت کے مقام کا پتہ چلتا ہے۔ جو صحابہ مسیح موعود میں پائی جاتی تھیں۔ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو یاد کیا۔ تو دوسرا رات کے ایک بجے ٹمٹم لے کر اس بھائی کی ملاقات کے لئے روانہ ہو پڑتا ہے۔ یہ وہ رنگ تھا جو حضرت مسیح موعود نے پیدا کر دیا تھا۔ جس کی مثال حقیقی بھائیوں میں بھی نہیں ملتی۔

(۳)

ہر راستے سے قادیان آنا

حضرت منشی محمد خان صاحب اور منشی محمد روڑے خان صاحب کو یہ شوق رہتا تھا کہ قادیان ہر راستے سے آئیں وہ جب کبھی قادیان آنے تو مشورہ کرتے کہ اس دفعہ کس راستے سے چلنا چاہیئے ریل کے راستے سے چلیں یا ریت یا چٹیل میدان کے راستے سے چلیں۔ الغرض وہ مختلف راستے بدلتے رہتے تھے۔

نوٹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سچے عشاق کی سی باتیں تھیں۔ یہ بھی عشاق کا ایک رنگ ہوتا ہے وہ دیار محبوب کا سفر ہر رنگ میں کرتے ہیں ان کی روح ہر وقت اس طرف کھنچی رہتی ہے۔ وہ ہر کوچے سے اس طرف آتے ہیں۔ جو دیار محبوب کی طرف آتا ہے

(۴)

پاک زندہ دلی

ایک دفعہ ہم چھ سات آدمی گھوڑوں پر سوار چل رہے تھے اور سخت ابر چھا رہا تھا۔ خان صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی شخص اچھا سا شعر سنائے اور شعر بھی ایسا ہو کہ مجھے بھی پسند آجائے۔ تو میں آپ کو مٹھائی کھلاؤں گا۔ اسپر سب دوستوں نے شعر سنائے آخر میں میں نے کہا ؎

مرا با عشق او وقت است مامور
چہ خوش وقتے چہ خورم روزگارے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خان صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم سب سے بڑھ گئے۔

(۵)

ذکر حبیب کی مجلسیں

جب ہم لوگ قادیان آتے۔ تو پہلے حضرت محمد خان صاحب کے پاس رات کے دس بجے تک جلسہ رہتا۔ اس جلسہ میں ذکر حبیب کا چرچا رہتا۔ اور اس دوران میں کسی دنیاوی بات کا ذکر آجاتا۔ تو حضرت خان صاحب ناراض ہوتے۔ اور کہتے کہ اب تم کو ایک گھنٹہ کا جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اسطرح سے دس بجے کی بجائے جلسہ گیارہ بجے ختم ہوتا۔ وہ یہ بھی پسند کرتے تھے کہ حضور کے لئے ہر دفعہ نیا تحفہ لے کر جائیں۔

(۶)

قادیان سے روزانہ خبر چاہتے تھے

ایک بار حضرت محمد خان صاحب منشی اروڑے خان صاحب سے کہنے لگے کہ منشی جی! یا تو اب ہم کفنی پہن لیتے ہیں اور قادیان میں چل بیٹھتے ہیں۔ یا کچھ ڈاک کا انتظام کرو۔

فرمایا کہ بعض روز قادیان کی ڈاک نہیں آتی تو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ باوجودیکہ مولوی عبد الکریم صاحب پیر سراج الحق صاحب۔ مفتی فضل الرحمن صاحب۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی اور پھر خود حضرت اقدس سے خط و کتابت رہتی ہے مگر پھر بھی کوئی دن ایسا آجاتا ہے کہ قادیان کی ڈاک نہیں آتی۔

اسپر باہم مشورہ کیا گیا۔

ایک دوست نے کہا کہ اونٹ خرید و۔ جو صبح جائے اور شام کو واپس آئے۔ اسپر اونٹ منگوائے گئے اور ان کی دوڑیں بھی دیکھی گئیں۔ مگر برسات کی دقت کیوجہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ یہ انتظام ٹھیک نہیں

پھر یہ تجویز ہوئی کہ کسی آدمی کو رخصت دلوا کر قادیان بھیج دو۔ اور وہ روزانہ خط لکھا کرے۔ اسپر منشی فیاض علی صاحب نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ چنانچہ وہ رخصت لیکر قادیان چلے گئے۔ ان کے گھر کے لوگ خانصاحب کے گھر پر آرہے۔ جب تک وہ لوگ مہمان رہے خانصاحب اپنے مکان کے اندر نہیں گئے۔ دروازہ سے بات کر لیتے تھے۔ مگر منشی فیاض علی صاحب یہ خدمت سرانجام نہ دے سکے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ

"تکلیف بھی بڑھ گئی۔ مگر میرا مقصد بھی پورا نہ ہوا۔"

(نوٹ)

یہ واقعہ بھی آپ کی محبت۔ اخلاق عالیہ۔ مہمان نوازی وغیرہ بہت سے امور پر روشنی ڈالتا ہے۔

فی البدیہہ

دختر اسلام سے خطاب

اس سال کے دوران میں حضرت شبنم صاحب نے الحکم میں متعدد نظمیں لکھ کر ارسال فرمائیں ۔ ان نظموں میں ایک خاص قسم کی روح ہے شبنم صاحب نوجوان ہیں ۔ پھر شیعان ہیں ۔ اسلئے ان کی نظموں میں ایک خاص قوت اور جوش ہوتا ہے ۔ ایسے شاعر جو قوم کے اندر عمل کی روح کو بر انگیختہ کریں وہ مبارک ہوتے ہیں ۔ آج کی نظم بھی اسی سلسلہ کی لڑی ہے ۔ اس نظم کے متعلق جو حالات ان کو پیش آئے وہ ان کی زبان قلم سے یوں ہیں ۔

"آج پہلا روزہ افطار کرنے کے بعد میرے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوگئی سامنے کھڑکی میں ہلال نظر آیا ۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مطالبات چشم تخیل کے آگے صف آرا ہوئے ۔ بندہ خدا کی قربانی یاد آگئی ۔ دختر اسلام کو مخاطب کر کے بے اختیار مندرجہ ذیل اشعار کہے گئے ۔ یہ اشعار نہیں اشک تابدار کے بامئیں موتی ہیں ۔ جو جذبات کی ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں ۔ میری طرف سے یہ مالا دختر اسلام کو پیش کردیں ۔" (خاکسار شبنم)

میں امید کرتا ہوں کہ شبنم صاحب اس روح کو نوجوانوں میں بھی پیدا کرینگے ۔ اور شروع سال سے قارئین الحکم کے لئے ضیافت جدید کا سامان مہیا کرینگے

شبنم صاحب آجکل گورداسپور میں مقیم ہیں ۔ وہ کو اپریٹو سوسائیٹیز انسپکٹر کی کلاس میں داخل ہیں ۔ احباب اس مبارک مہینہ میں ان کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ خدا ان کو ہر قسم کی کامیابیاں عطا فرمائے (ایڈیٹر)

یاد کر وہ صبح و شام زندگی — تلخ تھا جب تیرا جام زندگی
تو گنی جاتی تھی ننگ دودماں — تجھ سے تھا بیزار سارا خانداں
زندہ تجھ کو دفن کر آتے تھے وہ — مثل بسمل تجھ کو تڑپاتے تھے وہ
زندہ رکھتے بھی تجھے گر وہ کبھی — بدتر از حیوان تھی تیری زندگی
موت سے تھی زندگی تیری بتر — آہ تھی یا نالہ تھا یا چشم تر
دیدیا اسلام نے تجھ کو اماں — روک کر تجھ سے جفائے آسماں
تیری عزت ۔ تیری حرمت ۔ تیری جاں — سب ہے تیرے پاس امانت بیگماں
تیرے یہ لخت جگر ۔ نور نظر — جو کہ ہیں خورشید سے تابندہ تر
زندگی جنکی ہے تیری زندگی — اور ہے جن کی خوشی تیری خوشی
جن کو سینہ سے لگایا عمر بھر — جنبہ قرباں کرتی ہے تو مال و زر
جو ترے آرام کا اسباب ہیں — تاج کے تیرے در نایاب ہیں
ان کو آگے آج کرنا ہے تجھے — نام حق کی لاج رکھنا ہے تجھے
نیز اپنے ہمسر و ہمراز کو — یعنی اپنے بازوے پرواز کو
احمدیت کی نذر کرنا ہے آج — زندگی کے واسطے مرنا ہے آج
تجھ کو بننا ہندہ و خنسا ہے پھر — پتھر اپنے سینہ پر رکھنا ہے پھر
آزمائش ہی ترے ایثار کی — پھر ضرورت ہے ترے کردار کی
پھر امام وقت نے دی ہے صدا — گونجتی ہے آج پھر بانگ درا
پھر ہمارے کارواں سالار نے — پھر ہمارے سید و مختار نے
ہم غلاموں سے کیا ہی سر طلب — جاں طلب کی ہی کیا ہے زر طلب
سر ہے قرباں زر ہی قرباں جاں نثار — اپنے آقا پر ہے قرباں برگ و بار
کام تیرا آگے کرنا ہے ہمیں — اور جا کر صف میں مرنا ہے ہمیں

الوداع اے دخت اسلام الوداع
آخری ہے حرف پیغام الوداع

نوٹ ۔ سر طلب اور مرنا سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ حضرت نے ہمکو کسی جنگ کے لئے بلایا ہے ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے ۔ کہ ہمکو ایسی قربانی کرنی ہوگی ۔ کہ گویا ہم نے اپنے آپ کو کھو دیا ۔

(ایڈیٹر)

سالانہ جلسہ سر پر آپہنچا

اس اخبار کی تاریخ اشاعت کے بعد دس دن بھی نہیں گزرینگے کہ سالانہ جلسہ آ جائے گا ۔ اسدفعہ کے سالانہ جلسہ کو جو اہمیت حاصل ہے ۔ اگر اس کا درست اور صحیح اندازہ لگایا جائے تو احمدیت کی تاریخ میں ۱۹۳۵ء میں ایک جدید باب شروع ہوگا ۔ احمدیت مٹانے کے لئے باطل پرستی کی افواج اسوقت ایڑی سے چوٹی تک زور لگا رہے ہیں ۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں ہماری مخالفت کے منصوبے نہیں رچے جارہے ۔ قومیں متفق اور متحد ہو کر اس جنگ میں آگودی ہیں ہم اس جنگ کا صحیح موازنہ کرنے کے لئے اس سے بہتر نہیں کہہ سکتا کہ یہ جنگ ایسی ہی جنگ ہے ۔ جیسے بیت المقدس میں صلیبی جنگ تھی ۔ ایکطرف لاکھوں عیسائیوں کا لجرد خار تھا ۔ اور دوسری طرف چند ہزار مسلم مجاہدین تھے ۔ اسطرح احمدیت کو مٹانے کے لئے آج تمام دنیا کی اقوام کو دعوت دیجارہی ہے اور اسکے لئے ایک شور محشر برپا کیا جا رہا ہے ۔ اور وہ قومیں اس غرض کے لئے متحد ہو رہی ہیں ۔ لیکن اس اتحاد کا شیرازہ جلد بکھر جائے گا ۔ اور وہ قوم جس کو خدا نے بلند کرنے کا ارادہ فرما لیا ۔ اب دنیا کی کوئی قوم اسے نیچے نہیں کر سکتی یہی خدائی نظام ہے ۔

جنگلوں میں جا کر دیکھو بڑے بڑے درخت چھوٹے درختوں کی غذا کو جذب کر کے ان کے نشو و نما کو روک دیتے ہیں ۔ مگر جن درختوں کو خدا اٹھانا چاہتا ہے ۔ وہ درخت گھنے جنگلوں کے جھنڈوں کو چیر کر اوپر نکل جاتے ہیں ۔ اور ان کو ان گنجان درختوں کا قرب ہلاک نہیں کر سکتا ۔

پس خدا کا منشا ہے کہ وہ احمدیت کو بڑھائے حالات اور واقعات ان کی تصدیق کرتے ہیں ۔ لیکن خدا کی نصرت کو جذب کرنا ہمارا فرض ہے ۔ اسلئے ضرورت ہے کہ ہم اس فیض کو حاصل کرنے کے لئے قادیان میں ان دنوں میں جمع ہوں ۔ تاکہ نصرت کو جذب کرنے کے قابل بن سکیں یہ دن ہمارے اندر ایک تبدیلی پیدا کرنے والے ہونگے جبکہ ہم اس انسان کے منہ سے کلمات سنینگے ۔ جو احیا اقوام کے لئے آج خدا کے حکم سے کھڑا کیا گیا ۔ جس کی آمد خدا تعالیٰ کی آمد کہلائی ۔ اور وہ جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر خدا کے الہام سے مرد مجی کا خطاب پایا وہ اس مجمع میں قوم کو خطاب کرے گا ۔ وہ جو اس کے پاس آتا ہے اسے زندگی دیتا ہے ۔ اور وہ جو ...... اس کے راستے میں کھڑے ہوتے ہیں ۔ وہ سوکھی لکڑیوں کی طرح سے قدرت کے ہاتھوں کاٹ کر جلائے جاتے ہیں ۔ پس وہ شخص جو چاہتا ہے کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو اسے چاہیئے کہ وہ ان دنوں کے فیض سے محروم نہ ہو ۔ اور بہر نیت پر ان کو حاصل کرنے کی سعی کرے ۔

خط و کتابت

کرتے وقت حب نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف ۔

(منیجر)

احمدیہ نمائش قادیان!

نمائش کا کامیاب بنانا ہر احمدی کا فرض ہے

دنیا میں جو قومیں ترقی کرتی ہیں۔ وہ اپنے اندر تمام خوبیاں پیدا کرتی ہیں۔ جو قوم پروری اور قومی اور ملی ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ ان امور میں سے جو قوموں کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں ایک یہ امر بھی ہے کہ بڑھنے اور ترقی کرنے والی قوم اپنی تجارت کو کنٹرول کر سکے۔ یورپین اقوام کی بڑھتی ہوئی ترقیاں دیکھ کر لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ترقی کا راز صرف تجارت میں ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ قوموں کی ترقی کے لئے بہت سے امور ممد اور معاون ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اپنے قومی سرمایہ کو بڑھایا جائے۔ اور اپنے تجارتی کاروبار کو ایک نظام اور کنٹرول میں لایا جائے۔ جو قومیں اس اصول پر کام نہیں کرتیں۔ ان کی ثروت دوسری قومیں نگل جاتی ہیں۔ اور ان قوموں کو ابھرنے اور اٹھنے کا موقع نہیں دیتیں۔

پس ہم جو خدا کے فضل سے آگے بڑھ رہے ہیں ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنی تجارت کو کنٹرول میں لے آئیں۔ چونکہ ہماری آبادی کسی ایک جگہ نہیں۔ بلکہ ہماری تھوڑی تھوڑی تعداد میں مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے پورے طور سے اسے کنٹرول میں لایا نہیں جا سکتا۔ آزاد حکومتیں اور قومیں اس کام کو آسانی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ اسلئے ایک ملک کا ملک یا ایک ملک کی بڑی اکثریت ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو دوسروں کے ماتحت ہوں۔ اور پھر ان کی تعداد بھی اقلیت میں ہو۔ ان کے لئے بہت سی دشواریاں ہوتی ہیں۔

ان دشواریوں کو عبور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک ایسے وقت میں جبکہ کثرت سے ہمارے احباب جمع ہوں اپنے مالی تجارت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر سکیں۔ اس لئے سالانہ جلسے سے بہتر کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس کے ایما پر نظارت امور عامہ نے اس سال ایک نمائش قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگرچہ وقت بہت تنگ ہے۔ مگر ہر احمدی تاجر کا فرض ہے کہ وہ اس نمائش پر اپنی اشیاء لائے۔ اگر وہ اس موقع پر تجارتی نقطہ نگاہ سے کوئی بڑا فائدہ نہ اٹھا سکے تو بھی وہ ہزارہا احمدیوں میں اپنی اشیاء کی شہرت پیدا کر سکے گا۔ اور اس طرح ہر ایک شخص یہ جان سکے گا کہ کونسی چیز کہاں سے ملتی ہے۔ اور کون کون سے بھائی کیا چیزیں تیار کرتے ہیں۔ اگرچہ اس نمائش کے فوائد سے اس سال پورا فائدہ اس لئے نہیں اٹھایا جائے گا۔ کہ دور کے لوگ اپنا مال نہیں لا سکینگے۔ تو بھی ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس قومی کام کو جس کا مفاد افراد اور جماعت سب کو پہنچتا ہے بڑھ بڑھ کر حصہ لیں

اسیطرح ہر احمدی جو سالانہ جلسے پر آئے اس کو اپنے دل میں عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ ایک دفعہ اس نمائش کو دیکھے گا۔ اور اگر کوئی اس کی ضرورت کی چیز پوری ہو سکتی ہو تو اسے وہ قادیان سے ہی خریدے گا۔

یہ قومی اور ملی فرض ہے

اور اس کے فوائد سے ساری قوم یکساں فائدہ اٹھائے گی۔

اس لئے اس نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے آج سے ہی تہیہ کر لیں۔

اس غرض کے لئے تمام خط و کتابت بنام ملک محمد طفیل صاحب ناظم نمائش احمدیہ قادیان سے کریں۔

محلہ دار الرحمت کے مجاہدین

لنگر خانہ میں

حضرت اقدس نے جو مطالبات پیش کئے ہیں محلہ دار الرحمت نے اس میں خاص نمبر لیا ہے۔ میں اس محلہ کے معزز ساکنین اور کارکنان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آج ۱۳ دسمبر کی صبح کو میں نے ایک عجیب نہایت دلچسپ نظارہ دیکھا کہ ایک جماعت محلہ دار الرحمت سے آرہی تھی جس کے آگے آگے قاری غلام مجتبیٰ صاحب پنشنر جو اس محلے کے پریذیڈنٹ ہیں کاندھے پر کدال رکھے آرہے تھے۔ وہ اپنے شاندار اور وجیہہ لباس میں کدال رکھے ہوئے مجھے بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ میں ان کو اور ان کی پارٹی کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ جب وہ میرے پاس پہونچے تو میں نے پوچھا کہ یہ رضا کار کدھر جا رہے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لنگر خانہ میں طلبہ کی ضروریات کے لئے ایک پختہ چھپر اور کسی قدر پختہ عمارت بنانے کی ضرورت سے جا رہے ہیں ان کی اس ہمت اور خدمت کے جوش کو دیکھ کر میرا دل خوشی اور مسرت سے بھر گیا۔ میں خود تھوڑی دیر بعد لنگر خانہ میں گیا۔ تا کہ ان کو کام کرتا دیکھوں۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ محلہ دار الرحمت نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا تھا کہ طلبہ کا پنڈال محلہ دار الرحمت اپنے ہاتھ سے بنائے گا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ پنڈال کا ٹھیکہ دیا جا چکا ہے۔ اسلئے یہ کام ان کے سپرد کیا گیا۔

قاری غلام مجتبیٰ صاحب ایک جماعت کے معزز فرد ہیں سرکاری پنشنر اور اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ ہیں۔ انھوں نے اپنا نام مزدوروں کی فہرست میں دیا اور وہ لنگر خانہ میں مزدوروں کی جگہ کام کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ معماروں نجاروں اور مزدوروں کی ایک جماعت تھی اور وہ سب اخلاص سے کام کر رہے تھے۔

میں نے ان کو کام کرتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ:-

زندہ باد محلہ دار الرحمت زندہ باد

ڈاکٹر حضرت محمد اسمٰعیل صاحب

جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ماموں ہیں۔ آپ کی چھوٹی اہلیہ صاحبہ مرض نمونیا سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مصری جدید وزارت قائم ہو گئی

ہز ایکسیلنسی محمد علی علوبہ پاشا وزیر زراعت مقرر ہو گئے

اخبارات میں کچھ عرصہ سے مصری پالٹکس میں بڑی کشمکش ہو رہی ہے اور جلالۃ الملک ملک مصر کی علالت طبع نے حالات کچھ کے کچھ بنا دیئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصری نظام حکومت میں بہت بڑی تبدیلی ہو گئی اور اس تبدیلی کا ایک بڑا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نظام حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ جو شاہی خاندان کے فدا کاروں میں سے ہیں۔ الحکم کا چونکہ مبحث کچھ اور ہے اور وہ دنیا کے پالٹکس سے بالکل جدا ہے اس غرض کے لئے الگ ایک سلسلہ مضامین سا کار میں شروع کروں گا۔ و باللہ التوفیق۔

الحکم میں اس موضوع پر قلم اٹھانے کی غرض یہ ہے کہ میں اپنے محترم دوست ہز ایکسیلنسی محمد علی علوبہ پاشا کو مبارکباد دے سکوں۔

محمد علی علوبہ پاشا اس جدید وزارت میں وزیر زراعت مقرر ہوئے ہیں۔ جو لوگ مصری حالات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ مصر کی ساری آمدنی کا انحصار زراعت پر ہے اور مصر کے طول و عرض میں جس قدر زراعت ہو رہی ہے اسپر بہت بڑی نگرانی اور احتیاط حکومت کی طرف سے برتی جاتی ہے وزارتوں کے تقارر و انصرام میں وزیر زراعت کا بہت بڑا دخل ہے اس لحاظ سے یہ بہت بڑا منصب ہے۔ جو آپکو خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

محمد علی علوبہ پاشا سے ہندوستان کے لوگ بخوبی واقف ہیں کیونکہ ابھی ایک سال کا عرصہ نہیں گذرا کہ وہ ہندوستان میں وفد فلسطین کے ایک بہت بڑے رکن ہو کر تشریف لائے تھے۔ اور اسطرح ہندوستان کے طول و عرض میں سیکڑوں دوستوں کی جماعت چھوڑ کر واپس گئے تھے۔ محمد علی علوبہ پاشا کی تاریخ خدمات اسلامی سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ انھوں نے اپنی زبردست شخصیت کے اثر سے حجاز اور یمن کی دو اسلامی حکومتوں کی جنگ دور کرائی تھی۔ فلسطین کے معاملات میں ان کی خدمات کا مقام بہت بلند ہے۔

میں اس تعلق نیازمندی اور محبت کی وجہ سے جو ان کو میرے زمانہ قیام مصر میں میرے ساتھ رہا۔ اور خود ہندوستان میں آکر بھی انھوں نے جس قسم کی محبت کا اظہار کیا وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے۔

دفتر سالار میں ہز ایکسیلنسی نے اور سماحۃ المفتی نے تشریف لا کر میری عزت افزائی فرمائی تھی۔ میرا ایسے محترم دوست کے لیے ذمہ دارانہ مقام پر پہونچنے کی اگر مجھے خوشی نہ ہو تو کسے ہو گی۔ اسلئے میں الحکم کے ذریعہ ہز ایکسیلنسی کو صدق دل سے

مبارکباد

پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وزارت کو ہر طرح کامیاب فرمائے۔ (آمین)

محمود احمد عرفانی
ایڈیٹر الحکم
سابق ایڈیٹر "اسلامی دنیا"

میں کیونکر احمدی ہوا

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ سابق ہیرا لعل صاحب کی قلم سے۔

(سلسلہ کے لئے دیکھیے اخبار الحکم ۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء)

میں نے ایک درخواست مندرجہ ذیل مضمون کی پیش کی۔

نقل مطابق اصل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز یکم اپریل ۱۹۰۸ء سے پانچ چھ ماہ کے لئے سفر اختیار کروں اور جہلم۔ گوجر خان۔ راولپنڈی۔ ہزارہ وغیرہ کی جانے کا خیال ہے۔ اور غرض اس سفر سے یہ ہے کہ سلسلہ ربانی کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے جہاں تک مجھے طاقت اور سمجھ ہے تبلیغ کروں۔ اور اگر اللہ کریم نے چاہا تو میری نیت ہے کہ چھ مہینے سفر کیا کروں اور چھ مہینے قادیان رہوں۔ جیسا حضور ارشاد فرمائیں۔ بفضلہ وکرمہ تعالیٰ اسپر عمل کروں گا۔ فقط زیادہ والسلام

غلام احمد

۲۳ر مارچ ۱۹۰۸ء

حضور نے اس رقعہ کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

نقل مطابق اصل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت بہتر ہے۔ بعد استخارہ بے شک سفر کریں۔ خدا مبارک کرے۔ آمین۔ والسلام

مرزا غلام احمد

اس ارشاد کے ماتحت یکم اپریل سے فقیر روانہ ہو کر مقررہ علاقہ جات کی طرف گیا۔ ان ایام میں اس سلسلہ کے متعلق تبلیغ کرنا آسان امر نہیں تھا۔ کہیں پتھر۔ کہیں گالیاں کہیں دھکے پیش آتے رہے۔ پشاور کے قریب تک فقیر پہنچ گیا۔ علاقہ راولپنڈی میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے اطلاع دی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کی جگہ حضرت مولانا مکرم مولوی نور الدین صاحب خلیفہ مقرر ہوئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا سنکر جو کچھ گریہ وزاری بے قراری جمیع احباب کو پیش آئی۔ فقیر بھی اس سے مستثنیٰ نہ رہا۔ اسی سفر میں سید عادل شاہ صاحب ذیلدار رئیس علاقہ ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد میں قادیان آگیا۔ اور شیر فروشی کی دوکان بند کر دی اس لئے کہ جس منہ کی خاطر میں کھٹیارہ بنا ہوا تھا۔ وہ منہ جب دنیا میں نہ رہا۔ تو اب کونسا ایسا منہ ہے جس کی خاطر یہ دھونی رمائے بیٹھا رہوں۔

داستان تو بہت لمبی ہے۔ فقیر نے محض عزیز المکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے ارشاد کے ماتحت یہ مختصراً تذکرہ کر دیا۔ اور

آپکے اخلاق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے متعلق میں اسی قدر عرض کرتا ہوں کہ جس طرح حضرت مولیٰ کریم نے ان کے آقا ومطاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انک لعلی خلق عظیم فرمایا ہے۔ اسیطرح برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق انک لعلی خلق عظیم کی وحی کی ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میں عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مزید توجہ دلا کر اس قدر فقیر گوشہ گزین سے بھی تحریر کروا ہی لیا۔ اور یہ امر میری عادت کے خلاف تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ رکھے۔ اور ہماری جماعت کے جمیع افراد کو دین و دنیا کی اقبالمندی کی ترقیات عنایت فرماوے اور ہمارے موجودہ سردار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر میں خاص برکات کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

برحمتک استغیث یاحی یا قیوم

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

ہمارے سلسلہ کا جدید لٹریچر

سلسلہ حقہ عالیہ کا لٹریچر ہر سال بڑھتا رہتا ہے۔ اور اس میں مفید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی سلسلہ میں دفتر الحکم میں ملک عزیز احمد صاحب جو حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے خلف اکبر ہیں نے ایک رسالہ

جری اللہ فی حلل الانبیاء

نامی لکھا ہے۔ یہ رسالہ سبز کاغذ پر شائع کیا گیا ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کیا گیا ہے۔

یہ رسالہ ایسے عمدہ طریق سے لکھا گیا ہے کہ آدمی بآسانی یہ مسئلہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ حوالے نہایت عمدگی سے درج کئے گئے ہیں۔ ۲۴ صفحہ کا رسالہ ہے۔ اور قیمت صرف ایک آنہ ہے۔ تبلیغ کے لئے ایک نہایت مفید اور اہم چیز ہے جلسہ پر آنے والے احباب اس رسالے کو کتب فروشوں کی دوکانوں سے بآسانی خرید سکیں گے۔ ضرورت ہے اس رسالہ کو کثرت سے تقسیم کیا جائے۔

درود شریف

اس کتاب پر الحکم میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ سالانہ جلسے پر آنے والے احباب اس کتاب کو بھی ضرور خریدیں

ہر ایک مومن مسلمان کا درود شریف کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ مگر اس حقیقت کو جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

قیمت صرف ۲ روپیہ ۳ آنے ہے۔ جو ہر کتب فروش قادیان دارالامان سے مل سکتا ہے